

حضرت السلام مولانا حافظ محمد گوندلوی مدظلہ العالی

قسط ۳

دوامِ حدیث

ایک السلام

انیسواں باب چند دلچسپ احادیث

سجدہ آفتاب:

پہلے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مغرب آفتاب کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا، کیا تم جانتے ہو کہ مغرب کے بعد آفتاب کہاں چلا جاتا ہے؟ میں نے کہا، اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے، آپ نے فرمایا، سورج بعد از مغرب خدا کی تخت (عرش) کے نیچے سجدے میں گر جاتا ہے۔ رات بھر اسی حالت میں پڑا دوبارہ طلوع ہونے کی اجازت مانگتا رہتا ہے۔ چنانچہ اسے مشرق سے دوبارہ طلوع ہونے کی اجازت مل جاتی ہے۔ لیکن ایک وقت ایسا بھی آئیگا کہ اسے اجازت نہیں ملے گی اور حکم ہوگا کہ لوٹ جاؤ جس طرف سے آئے ہو۔ چنانچہ وہ مغرب کی طرف سے نکلتا شروع کر دیگا۔ اور

والشمس تجری مستقرہا، کی تفسیر یہی ہے۔“ (بخاری)

اگر ہم رات کے دس بجے پاکستان ریڈیو سے دنیا کو یہ حدیث سنائیں اور کہیں کہ اس وقت سورج عرش کے نیچے سجدے میں پڑا ہے تو ساری مغربی دنیا کھٹکھٹا کر ہنس دے اور وہاں کے تمام مسلمان اسلام چھوڑ جائیں۔“

المجواب:

ترجمان

سورۃ

صف

۳

حواہ دینے سے قبل منور ہے کہ اس حدیث کے الفاظ نقل کئے جائیں کہ جب ایک لفظ کا یا کلام کا فی نہ ہو سکے تو مجازی معنی پر اس کو حمل کرنا منور ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤخر حین غروب الشمس اتدبروا ین تذہب؛ لت اللہ و سولہ اعلم، قال فانھا تذہب حتی تسجد تحت العرش فتستاذن ینوزن لہا و یرشدک ان تسجد فلا یقبل منها و تستاذن فلا یؤذن لہا یقال لہا اجمع من حیث جئت فتطعم من مغربہا فذلک قولہ تعالیٰ "والشمس تجری لتستقر لہا اللہ تقدیر العزیز العلیم"

نعت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل ذر کو فرمایا کہ جب سورج غروب ہوتا ہے تو کہاں جاتا ہے؟ ابوذرؓ میں نے کہا، اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا وہ جلتا ہے۔ یہاں تک کہ عرش کے کمرے ہے۔ پھر اذن چاہتا ہے تو اس کو اذن مل جاتا ہے۔ قریب ہے کہ سجدہ کرے اور اس کا ل نہ ہو اور اذن چاہے تو اس کو اذن نہ ملے۔ کہا جائے واپس ہو جا (جہاں سے آیا ہے، چلا جا) پھر مغرب سے نکلے گا۔ قرآن کی اس آیت (سورج اپنی قرار گاہ کی طرف جارہا ہے، یہ نہ والے کا اندازہ ہے) کا یہی مطلب ہے۔

حدیث میں (۱) سورج کا جانا (۲) عرش کے نیچے سجدہ کرنا (۳) اذن مانگنا پھر اذن ملنا (۴) سجدہ کا تارہ (۵) اذن مانگنا اور اذن نہ ملنا (۶) واپسی کا حکم (۷) آیت کا مطلب۔ مذکور ہیں۔

رج کے جانے کا مطلب تو حاف ہے کہ آگے کی طرف چل رہا ہے یعنی جس طرح وہ طلوع سے غروب غروب سے طلوع تک چلتا ہے، اب بھی اسی طرح چل رہا ہے۔

کے نیچے جانے کا یہ مطلب ہے کہ اب وہ ہمارے آسمان پر نہیں کیونکہ عرف میں آسمان یا فوق الافق ہے۔ جو حصہ دائرہ افق سے اوپر نظر آتا ہے اس کو آسمان کہتے ہیں۔ جب اسی دائرہ سے نیچے تو جہاں رات ہو گئی وہاں کے آسمان سے گویا نیچے اتر گیا۔ مگر عرش کا دائرہ چونکہ آسمان کے دائرے وسیع ہے اس لئے وہ آسمان کے دائرہ سے اتر جانے کے بعد بھی عرش کے نیچے ہی رہے گا۔ اگرچہ ہی جب وہ آسمان کے نیچے دکھائی دیتا تھا، عرش کے بھی نیچے تھا۔ مگر عرف میں قریب کی طرف نسبت ہیں۔ مثلاً کوئی شخص اگر مکان کے اندر ہو تو کہتے ہیں کہ چھت کے نیچے ہے جب باہر نکل جائے تو کے نیچے چلا گیا۔ حالانکہ پہلے بھی وہ آسمان کے نیچے تھا مگر درمیان میں چونکہ واسطہ چھت کا تھا اس لئے کے نیچے کہا گیا۔ اسی طرح سورج پہلے آسمان کے نیچے تھا اب عرش کے نیچے کہا جائیگا۔ یہی جہاں

سورج موجود ہے وہاں آسمان کے نیچے ہے اور جہاں غروب ہو چکا ہو وہاں سورج آسمان کے نیچے نہیں صرف عرش کے نیچے ہوگا۔

۳۔ اذن مانگنا جیسے قرآن مجید میں ہے: ”یُسْـَٔلُكَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ“ کہ ”آسمان اور زمین میں ہر کوئی اسی سے مانگ رہا ہے“

یا جس طرح فرمایا:

”قَالَتَا اَيْنَا هٰذَا ثَعْبَيْنِ“

کہ ”ہم آسمان اور زمین میں طبع ہو کر آئے۔“

پس اذن مانگنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے حکم سے وہ چل رہا ہے۔ سجدہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے تابع فرمان ہو کہ اس کے حکم کے مطابق چل رہا ہے۔ جیسے قرآن مجید میں ہے:

”الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ یَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنَّجْمُ“

”کیا آپ نہیں دیکھتے کہ آسمان اور زمین میں جو کوئی بھی ہے اور سورج، چاند اور ستارے سب اللہ تعالیٰ کو سجدہ کر رہے ہیں؟“

نیز فرمایا:

”وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ سَیْجِدَانِ“

کہ ”ستارے اور درخت بھی (اسی کو) سجدہ کرتے ہیں!“

۴۔ سجدہ قبول نہ ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اس کو اسی طرح چلنے کی اجازت نہ ہوگی جس طرح وہ چل رہا ہے۔

۵۔ اذن نہ ملنے کا مطلب بھی یہی ہے کہ اب اسے اپنا سفر پہلے کی طرح طے کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ اب اسے الٹ چلنا پڑے گا یعنی اسے واپس کر دیا جائیگا اور مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع ہوگا۔

پوری حدیث کا مطلب یہ ہے کہ سورج اب بھی پہلے کی طرح چل رہا ہے۔ لیکن ایک وقت آئیگا جب یہ افقِ عرب سے بعد از مغرب طلوع کرے گا (اور یہ قیامت کے قریب ہوگا)

ایک اور توجیہ اس کی یہ ہے کہ اس جگہ سورج سے مراد سورج کی روحانیت ہے یا وہ ملائکہ ہیں جو

سورج پر مقرر ہیں۔ اس کی حقیقت بھی یہی ہے کہ ہر وقت اللہ کے حکم سے سورج چل رہا ہے۔

ایک اور توجیہ یہ ہے کہ آسمان عرفاً مافوق الافق کو کہتے ہیں۔ جب سورج کسی افق والوں کے افق سے نیچے ہو جائے تو وہاں کے لوگوں کے نزدیک آسمان سے اتر جاتا ہے۔ اسی طرح عرش کا بھی حال

ہے کیونکہ عرش آسمانوں کو محیط ہے۔ پس جب کسی افق سے سورج نیچے ہو جاتا ہے تو اس افق والوں سے جس طرح دور ہوتا جاتا ہے اسی طرح عرش سے بھی اس کی دوری متصور ہوگی اور یہ دوری آدمی رات تک بڑھتی چلی جاتی ہے اور عین آدمی رات میں سورج اپنی انتہائی دوری پر ہوتا ہے۔ اور ہر افق والوں کے عین نیچے اور درمیان ہوتا ہے۔ اسی مقام سے اگر آگے بڑھے تو مشرق کی طرف طلوع کرتا ہے اور پیچھے ہٹے تو مغرب سے طلوع کرے گا۔ قیامت کے قریب جب سورج اور زمین کے تماسک میں خلل واقع ہوگا اس وقت عرب کی نصف رات سے پیچھے ہٹ کر مغرب کی طرف سے طلوع کرے گا، اور یہی ہے مطلب حدیث کا!

ایک اور توجیہ یہ بھی ہے کہ ہر چیز جو عالم میں پائی جاتی ہے اس میں دو چیزیں ہیں۔ ایک اس کی ظاہری شکل و صورت، دوم اس کا فعل۔ ظاہری شکل و صورت مادے کی طرف منسوب ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفت قیومیت کا ظہور ہے۔ اور اس کا فعل اس کی قوت کی طرف منسوب ہے جو اللہ تعالیٰ کی صفت حیات کا ظہور ہے۔ حقیقت میں قوت ایک روحانی شے ہے۔ اگر ہم یہ کہیں کہ ہر چیز میں روح موجود ہے تو نہایت موزوں ہوگا۔ اہل کشف کے نزدیک ہر چیز اپنا ایک وجود ثانی رکھتی ہے۔ یا اہل کشف کو ہر چیز کا ایک لطیف وجود نظر آتا ہے وہ شہادی وجہ دیکھ کر حیرت ہوتا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو سورج کے متعلق ذکر فرمایا تھا وہ اس کے وجود ثانی کی نقل و حرکت کے متعلق ذکر کیا تھا، یہ عام وعظمت تھا۔ صرف ایک زاہد آدمی کے ساتھ کلام تھی۔ آگے چل کر ایک دوسرا اعتراض کرتے ہیں:

شیطان کا طول و عرض:

کہتے ہیں کہ پیشانی طولی جم کا سولہواں حصہ ہوتی ہے۔ انسان کا قد اوسطاً ۶ فٹ ہوتا ہے اور اس کی پیشانی چار فٹ۔ یہ نسبت باقی حیوانات میں بھی پائی جاتی ہے۔ ماہرین ارض و سماں سالہا سال کی تحقیق و تلاش کے بعد اعلان کیا ہے کہ زمین کا محیط ۲۵ ہزار میل ہے۔ یعنی اگر ۲۵ ہزار میل لمبا دھاگا تیار کر کے زمین کے ارد گرد لپیٹ دیں تو وہ بالکل پورا ہو جائیگا۔ سورج زمین سے بارہ لاکھ اسی ہزار گنا بڑا ہے اور اس کا محیط تیس ارب پچاس کروڑ میل ہے۔ ابن عمر حضور سے روایت کرتے ہیں کہ سورج نکلتے اور ڈوبتے وقت نماز نہ پڑھا کرو اس لئے کہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان پھنسا ہوا ہوتا ہے۔ (بخاری ج ۲ ص ۱۳۴)

سورج کی موٹائی بتیس ارب میل ہے، اور ہم عرض کر چکے ہیں کہ پیشانی طول جسم کا سولہواں حصہ ہوتی ہے تو شیطان کے جسم کی لمبائی پانچ کھرب بیس ارب میل ہونی چاہیے اور چوڑائی بھی اسی نسبت سے، آتنا بڑا شیطان کہاں کھڑا ہوتا ہوگا! زمین سے سورج پینتیس لاکھ میل دور ہے اور شیطان کی لمبائی سوا پانچ کھرب میل۔ اگر شیطان کو زمین پر کھڑا کیا جائے تو سورج اس کے ٹخنوں سے بھی نیچے رہ جاتا ہے۔ اسے شیطان کے سینگوں تک پہنچانے کیلئے کیا انتظام کیا جاتا ہے اور آتنا بڑا شیطان زمین میں سماتا کیسے ہے؟ اور زمین کے کسی نہ کسی حصے پر ہر وقت سورج طلوع ہوتا رہتا ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ سورج ہر وقت شیطان کے سینگوں میں پھنسا رہتا ہے؟ (دوا اسلام ص ۳۲۵)

الجواب:

اس سوال کی دو تفسیریں ہیں:

- ۱۔ شیطان کی پیشانی جب تک سورج کی موٹائی (سائڈ) سے بتیس ارب میل کے برابر نہ ہو تو اس وقت تک ہم نہیں کہہ سکتے کہ سورج شیطان کے سر کے دونوں حصوں کے مابین ہے۔
- ۲۔ چونکہ سورج ہر وقت طلوع کر رہا ہے اس سے لازم آتا ہے کہ شیطان ہر وقت سورج کے ساتھ رہے۔

قبل اس کے کہ ہم جواب دیں، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حدیث کے لفظ اور اس کا ترجمہ نقل کر دیا جائے۔ بخاری کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

”اذا طلع حاجب الشمس فد عوا الصلوة حتی تبور و اذا غاب حاجب الشمس فد عوا الصلوة حتی تغييب ولا تعينوا الصلوة تکھ طلوع الشمس ولا غروبها فانها تطلع من قعرى شيطان“

”جب سورج کا کنارہ نکلے تو جب تک پورا طلوع نہ ہو جائے نماز نہ پڑھو۔ اور جب سورج کا کنارہ اُدوب جائے تو جب تک پورا غروب نہ ہو جائے نماز پڑھنے کیلئے سورج کے طلوع غروب کو وقت نہ بناؤ۔ کیونکہ جب سورج نکلتا ہے اس وقت شیطان کے دو کناروں کے مابین طلوع ہوتا معلوم ہوتا ہے۔“

”قونا الشيطان جانا ما آسأ“ (فتح الباری ص ۲۰۸، ۳۴۰)

شیطان کے دو قرن سے مراد اس کے سر کے دونوں جانب ہیں۔

”يقال انه ينتصب في محاذات مطلع الشمس حتى اذا طلعت كانت بين جانبيه“

دَامَسْتُ لَتَقْعَمُ السَّجْدَةَ لَكَ إِذَا سَجَدَ عَبْدُكَ الشَّمْسَ لَهَا وَكَذَا عِنْدَ غُرُوبِهَا وَعَلَى
هَذَا فَقَوْلُهُ تَطْلُعُ بَيْنَ تَرَفِّي الشَّيْطَانِ أَيْ بِالنَّسْبَةِ إِلَى مَنْ يَشَاءُ مِنَ الشَّمْسِ عِنْدَ
طُلُوعِهَا فَلَوْ شَاءَ هَذَا الشَّيْطَانُ لَرَأَاهُ مُنْتَصِبًا عِنْدَهَا (فتح الباری ص ۲۸ ج ۲)

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ شیطان سورج کے جائے طلوع پر سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے۔ جب
سورج نکلتا ہے تو اس کے سر کے دونوں کناروں کے مابین نکلتا ہے تاکہ سورج پرستوں کا سجدہ اس کے
آگے ہو۔ یہی صورت غروب کے وقت ہوتی ہے۔ اس صورت میں سورج کا شیطان کے سر کے دونوں کناروں
کے مابین نکلنے کا یہ مطلب ہوگا کہ اگر کوئی دیکھنے والا اس منظر کو دیکھ لے تو اس کو سورج شیطان کے سر کے
دونوں کناروں کے مابین نکلتا ہوا معلوم ہوگا۔

پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ ہر شخص جو غیر اللہ کی پرستش کرتا ہے۔ حقیقت میں وہ شیطان کی پرستش
کرتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

”إِن يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطَانًا مَّرِيدًا“

مشرک خواہ کسی کو پکارتا ہو حقیقت میں شیطان کو پکارتا ہے۔ مثلاً ایک آدمی اگر لات کو پکارتا ہے
تو اس کے متعلق اس کا خیال یہ ہے کہ وہ میری حاجت روائی کی قدرت رکھتا ہے۔ اور اس قسم کی لات
نفس الامربین تو موجود نہیں کیونکہ اس قسم کے اعتبارات اللہ تعالیٰ اپنے لیے ہی مخصوص رکھے ہیں۔ پس
وہ لات جو اس کے دماغ میں مشکل کشائی کے وصف کے ساتھ متصف ہو گیا ہے وہ شیطان کا پیدا کردہ
ہے۔ پس جو شخص لات کو پکارتا ہے دراصل شیطان کو پکارتا ہے۔ اور لات کا وہ تصور جو اس کے ذہن
میں پیوست ہو چکا ہے، کبھی کبھی اس کو خواب اور کشف میں بھی دکھائی دیتا ہے۔ یہ قوت تخیل کا ایک
کثر ہے۔ پس وہ صورت جو کبھی کبھی اس کو مختلف مناظر میں جلوہ گر نظر آتی ہے دراصل اس کی روح شیطان ہے
اس لئے وہ صورت ایک قسم کا شیطان کا ہیکل اور اس کا لطیف دماغی مجسمہ ہے۔ اور یہ بات شرک کی بہ موت
میں پائی جاتی ہے۔ مشرک خواہ سورج پرست ہو یا چاند کا پرستار، بت کا پجاری ہو یا کسی دیوی دیوتا کا،
اس قسم کے تخیلات میں گرفتار اور اسی کے خمار میں مست و سرشار ہے۔ وہ یہی سمجھتا ہے کہ میری باطن کی
آنکھیں کھل گئی ہیں اور میں نے حقیقت کو پایا ہے۔ دراصل وہ شیطان کے وسوسے کا شکار اور خرابی دماغ
میں گرفتار ہے۔ اسی طرح سورج پرست جب سورج کو کسی غلط فہمی کی بنا پر اپنا مشکوک سمجھ لیتا ہے اور اس کی
روحانیت کے متعلق اس کا خیال ایک تصویر دماغی بنا لیتا ہے تو خواب و کشف میں اس کو وہ تصویر نظر آنی
شروع ہوتی ہے۔ سورج پرستوں کے ہاں اس قسم کے واقعات جن کی بنا ایسی تخیل پر ہے، مشہور و معروف ہیں

پس جب کوئی سورج پرست سورج کی عبادت کرتا ہے اور اس کو اپنا مشکل کشا خیال کرتا ہے تو جھٹ وہ تصویر بنا حرکت میں آجاتی ہے اور سورج کے ساتھ اس کو پرست نظر آتی ہے۔ مگر جب اس کی عبادت کا وقت گزر جاتا ہے تو وہ تصویر بھی اس کے وہم کے مطابق اس کے سامنے سے ہٹ کر اس کے خیال میں چلی جاتی ہے۔ اسی تصویر کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شیطان کہا ہے جو ہر عابد کو اپنے معبود کے ساتھ خواب و کشف میں نظر آتی ہے۔ اور یہ کلام اس کے مشاہدہ اور اعتقاد کی بنا پر ہے جیسے فتح الباری کی عبارت میں تصریح ہے۔ یہاں کسی شے کا چھوٹا یا بڑا دکھائی دینا اس کے خارجی وجود کی بنا پر نہیں تاکہ اس کے لئے حساب کا قاعدہ جاری کیا جائے بلکہ حسی وجود کی بنا پر ہے۔ چنانچہ سورج صرف ایک بالشت موٹا نظر آتا ہے پس ایسی صورت جس کے سر کا قطر ایک بالشت ہو اگر سورج کے ساتھ نظر آجائے تو وہ کیفیت محسوس ہونے لگتی ہے جو حدیث میں مذکور ہے۔

ایک اور توضیح:

شیطان ایک نہیں بلکہ بہت سے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے: "اَنَا ارسلنا الشیاطین علی الکافرین" کہ ہم شیاطین کو کافروں پر چھوڑ دیتے ہیں۔ پس ہر فرقہ کا شیطان الگ الگ ہے۔ یہ شیطان اس وقت عابد کے سامنے ہوتا ہے۔

قرآن مجید میں ہے کہ جب ذوالقرنین مغرب میں پہنچے تو سورج کو دیکھا کہ ایک دلدل کے چشمنے میں غروب ہو رہا ہے: "وجدنا نغرب فی عین حمئة۔" (کھن)

اس کا مطلب صاف ہے کہ مغرب کی انتہائی آبادی میں اس وقت دلدل تھی۔ اور یہ قاعدہ ہے کہ سورج غروب ہونے کے وقت مغربی جانب کی استیمار میں غروب ہوتا نظر آتا ہے۔ پس سمندر کے سوار کو سورج سمندریں غروب ہوتا نظر آئیگا۔ اسی طرح ذوالقرنین کو کچھ اور چشمنے میں غروب ہوتا معلوم ہوا۔ اب اگر آپ کے خیال کے مطابق یہ کہا جائے کہ سورج کی موٹائی ساڑھے بیس ارب میں سے تو یہ چشمنہ جس میں یہ غروب ہوتا نہیں معلوم ہوا، کتنا بڑا ہوگا؟ ظاہر ہے یہ سورج کی موٹائی سے بڑا ہوگا۔ اب بتائیے کہ یہ چشمنہ کہاں ہے جو زمین سے بڑا ہے اور سورج سے بھی بڑا ہے لیکن زمین پر موجود ہے، کیونکہ یہ گتھی آپ کیونکر سلجھیں گے؟ کہہ دیجیے کہ زمین (جس پر یہ چشمنہ ہے جس میں سورج بھی سما جاتا ہے) سورج سے بہت بڑی ہے۔ لیکن اس پر تو مغربی دنیا کھلکھلا کر ہنسنے لگے گی۔ تو پھر جناب من بات وہی ہے جو ہم نے کہہ دی ہے۔ اے نسیم کہ لیجئے۔

ویسے بھی عام بول چال میں یہ محاورہ استعمال ہوتا ہے۔ سورج صحن میں ہے، سورج ابھی دیوار کے پیچھے ہے، سورج سر پر ہے، سورج درختوں کی اڈ میں ہے، وغیرہ وغیرہ۔ ان محاوروں کا مطلب نیچے بھی جانتے ہیں مگر جن اعتراض کو ناسی غرض ہوتا انسان کی عقل نیچے سے بھی کم ہو جاتی ہے۔ پھر وہ

سورج یا چاند کو کسی پانی کے گڑھے میں دیکھ کر اس کو نکالنے، ماپنے اور کبھی حیرت میں پڑ کر چہ میگوئیاں کرنی شروع کر دیتا ہے۔

۲۔ دوسرے اعتراض کا جواب بھی اب سمجھ میں آگیا ہوگا کیونکہ معترض نے یہ سمجھا ہے کہ شاید وہ شیطان سورج کے ساتھ بیوست ہوتا ہے اور وہ ایک ہی ہے۔ ہمارے مذکورہ بالا بیان سے یہ واضح ہو گیا ہے کہ شیطان ہر عابد کی دماغی تصویر ہے یا ہر علاقہ کا الگ شیطان ہے۔

(باقی آئندہ ان شاء اللہ!)

ضروری گزارش

● بہت سے اسباب کی مدت خریداری اس شمارے کے بعد ختم ہو جائے گی۔ بطور اطلاع ان کے نام آنے والے پرچے پر ”آپ کا چندہ ختم ہے“ کی ہر لگا دی گئی ہے۔ اپنا پرچہ چیک کر لیں اور نوٹ فرمائیں کہ اس اطلاع کے بعد پندرہ دن کے اندر اندر، آئندہ خریداری جاری رکھنے کی صورت میں سالانہ ذریعہ تعاون بذریعہ منی آرڈر روانہ فرمادیں یا اگلے ماہ جولائی کا شمارہ، بذریعہ دی پی پی وصول کرنے کے لئے تیار رہیں۔ اور (خدا نخواستہ) آئندہ خریداری جاری نہ رکھنے کی صورت میں دفتر کو اطلاع دیں کہ وی پی پی روانہ نہ کیا جائے۔ ورنہ بعد میں کوئی مغفرت قابل قبول نہ ہوگی، یاد رکھئے

وی۔ پی۔ پی۔ پی واپس کرنا اخلاقی جرم ہے

● بعض اوقات تازہ پرچہ محفوظ رکھنے کی خاطر وی پی پی کیٹ میں پیرا نا پرچہ ارسال کر دیا جاتا ہے، اور وی پی پی وصول ہونے کے فوراً بعد تازہ پرچہ عام ڈاک سے روانہ کر دیا جاتا ہے۔ لہذا اسے کسی بددیانتی پر محمول نہ کیا جائے۔ والسلام!

(منیجر)